صفحہ ۱۶۴ سے اخیر تک لائق ملاحظہ گورنمنٹ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ششم — جلد چہارم

بابت رجب ۹۸ھ مطابق جون ۸۱ء

ضمیمہ متضمن مسائل محدثین اہل السنۃ

جو پیشتر شایع ہو چکا ہے

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ و ضمیمہ

درجات درجہ	مراتب قیمت مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت بابت رسالہ	سالیانہ بابت ضمیمہ
۱	قیمت اخص	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	للعہ	؎
۲	قیمت خاص	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عام اغنیاء و لا بہ یہ سو ساٹھ ہی	عہ	؎
۳	قیمت عام	متوسط الحال [illegible]	[illegible]	۱۴ر
۴	قیمت رعایتی	کم وسعت جو سو روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور رسالہ پیشگی داخل کریں	؎	۱۲ر
۵	قیمت للّٰہی	بے وسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں۔	ثواب آخرت	دعاء خیر

یہ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا ہاں رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتوں کی تفصیل و دلیل رسالہ میں مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب برآری ناظرین ممکن نہیں ہے اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہیں ہے اِسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے۔

جنکے نام اصل رسالہ یا اُسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اُسکے پہنچنے سے قیمت واجب الادا تصور فرماویں جس پہنچنے کا پرچہ وصول پاویں اور جنکو خریداری منظور نہ ہو وہ اصل رسالہ یا صرف اسکا ضمیمہ واپس کریں۔

خط و کتابت متعلق رسالہ راقم کے نام پوری عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاک خانہ مناسب ہے *

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ۔

مطبع ریاض ہند امرتسر میں چھپا۔

معذرت

جون سے اِس مہینے اکتوبر تک رسالہ اشاعۃ السنہ کے نہ نکلنے کا سبب میری وہ بیماری ہوئی ہے جس سے میں نے ضمیمہ نمبر ۵ کے خاتمہ مین اطلاع دی تھی۔ اور نیز لاہور مین عام وبا کا منتشر ہونا اور اُسمین میرے جملہ اہل و عیال اور ملازمون اور متعلقون کا مبتلا ہونا اور سب کاروبار کا بند رہنا اور کارندون کا معطل ہو جانا اسکا سبب ہوا تھی۔ ہمپر اور ہمارے رسالہ پر کیا حصر ہے لاہور کے اکثر کارخانون کا یہی حال رہا ہے۔ جو لوگ اخبارون کا مطالعہ کرتے ہین وہ میرے اِس بیان پر خوب یقین کرینگے۔ اور جن کو اُڑتی پڑتی ملکی خبرین پہنچتی رہتی ہین وہ بھی اِسکی صحت میں شک نہ لائین گے۔ و مع ذلک مین بڑے ادب کے ساتھ اپنے رسالہ کے ناظرین و خریدارون کی خدمتمین معذرت کرتا ہون اور اِس توقف کی معافی چاہتا ہون۔ آیندہ خدا نے چاہا اور توفیق و اعانت کو شامل حال رکھا تو اِس نقصان کا جبر ہو جائیگا پچھلے نمبرون کو پورا کر دیا جاویگا

شکریہ و التماس

جن حضرات و معاونین نے میری التماس مندرجہ اپریل ۱۸۹۲ئ کیطرف توجہ فرما کر زر باقیات ارسال فرمایا ہے اور اِس حالت فترہ مین اُسکی معاونت کا خیال رکھا مین اُنکا دل سے شکر گذار ہون اور بذکر مواضع اقامت اُن حضرات کے انکا شکریہ ادا کرتا ہون وہ مواضع یہہ ہین۔

بسروپ۔ پیر کوٹ۔ پٹھانہ۔ پٹیالہ۔ جالندھر تحصیل۔ دہلی۔ ڈیرہ دون۔ ڈیرہ اسمٰعیلخان راولپنڈی۔ سیکا کل ضلع گنجام۔ عظیم آباد پٹنہ۔ علی پور۔ لودھیانہ۔ مظفر گڈہ۔ ہوشیار پور۔ ماہونگی اور جن بے پرواہون نے اِس التماس کیطرف خیال نہین کیا نہ انکو رسالہ کی حالت فترہ پر رحم آیا نہ اُن کے خیال میں یہہ سمایا کہ چار پانچ مہینہ سے رسالہ بند ہے بس جو لوگ دہمانی طرح

متواتر رسالہ پہنچنے پر قیمت نہ بھیجتے تھے وہ اب رسالہ نہ پہنچنے پر کب بھیجتے ہونگے اور مصارف
کارخانہ کیونکر چلتے ہون گے۔ کیا اونہون نے رسالہ کو مسدود و موقوف ہوا سمجھ لیا
تہا؟ اور زر باقیات کو غنیمت جان لیا تہا؟ اب وہ حضرات ترحم فرما دین۔ ہم اُن سے
پیشگی نہین مانگتے وہ جون ۱۸۸۱ء تک بیباقی کر دین۔ آیندہ اس پرچہ سے سیری حاصل
ہو گئی ہے تو پرچہ نہ لینے کا انکو اختیار حاصل ہے۔ پچھلے معاملہ کا تصفیہ تو انکو بہر حال
بحکم شریعت و عرف واجبات سے ہے۔ اُن حضرات کے مواضع سکونت کا ذکر ضروری نہین
ہے ہر شخص اپنا حال اپنے صفحہ دل سے دیکھ سکتا ہے اور اگر انکا دل اُنکے خیال کا مظہر
نہو تو وہی فہرست رسالہ ماہ اپریل باستثناء مواضع مذکورہ بالا اُنکی فہرست ہے +

مراسلہ

مجی مکرمی مولوی شمس الدین احمد صاحب سابق دیوان ریاست ٹونک حال ملازم ریاست جیپور سلمہ اللہ

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بجواب [illegible] نامہ ۱۵ [illegible] اکتوبر [illegible] آپنے عنایت نامہ ۲۸ دسمبر ۱۸۷۹ء
مین وعدہ کیا تہا کہ بقیہ قیمت سات نمبر اشاعۃ السنہ بذریعہ شیخ محی الدین صاحب کتب فروش لاہور
ارسال کرینگے اِس مقدار قلیل کی ہنڈوی دشوار ہے مگر اِس وعدہ کا آج کی تاریخ تک (کہ ۲۹ اکتوبر
۱۸۸۰ء) ہے ایفا نہوا۔ باوجودیکہ پرچہ اشاعۃ السنہ آج تک برابر باریاب خدمت ہو کر شرف
اجابت پاتا رہا۔ اِس اثنا مین کئی خطوط بنام نامی ارسال ہوئے اُن خطوط کا جواب بھی
نہین ملا۔ معلوم نہین وہ خطوط جناب کو نہین پہنچے یا کسی اور عذر کے سبب جواب سے
تقاعد ہوا۔ پس بخیال احتمال اول رقیمہ ہذا بذریعہ رسالہ عرض خدمت ہوا ہے کیونکہ رسالہ
تو یقیناً خدمت مین پہنچتا اور ملاحظہ مین آتا ہے۔ اِسلئے کہ جس روز سے رسالہ خدمت مین
پہنچنے لگا ہے کبہی کوئی نمبر (ریفیوزڈ یا انکلیمڈ ہو کر) واپس نہین آیا لہذا امید ہے کہ آپ
بملاحظہ رقیمہ ہذا بقیہ عہ جو اخیر جون ۱۸۸۱ء تک بتفصیل معروض ذیل آپکے ذمہ واجب الادا ہین
ارسال فرما دینگے اور دوبارہ اندراج اِس رقعہ کی اِس رسالہ یا کسی اور اخبار مین حاجت باقی

نہ رہنے دینگے۔ اور اگر اس رقیمہ پر بھی آپکی توجہ نہوئی تو ناچار یہہ رقعہ نامی ومشہور اخبارون مین درج کرایا جائیگا۔ اور عامہ اہل اخبار کو جو اکثر وصولی قیمت کے شاکی رہتے ہین وصول زر کا ڈھنگ بتایا جائیگا۔ والسلام مع الاکرام ٭

تفصیل

بابت جون لغایت دسمبر ۱۸۷۹ء سالتمام ۱۸۸۰ء جنوری لغایت جون ۱۸۸۱ء ضمیمجات ششماہی ۱۸۸۱ء ۱۲/

نمقہ ابو سعید محمد حسین۔ لاہور محلہ سید مٹھہ۔

نوٹس

یہی معاملہ جواب خطوط ندینے کا اور قیمت ادا نکرنیکا بعضے اور صاحبون سے بھی سرزد ہو رہا ہے اُنکے ساتہہ بھی بالآخر یہی معاملہ ہوگا مناسب ہے کہ اس سے پہلے وہ اپنا تصفیہ کرلین۔ ورنہ ہمارے اس طریق مراسلہ ومطالبہ زر کو شکایت نہ سمجھین۔

جواب شکایت دوست

ایک معزز دوست نے مقام ملتانی ضلع بیتول سے اشتہار کتاب مجمع البحرین فی دلۃ الفریقین کی اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۴ کیساتہہ شائع ہونے پر یہہ شکایت تحریر کی ہے کہ اُنہون نے کتاب کو ملاحظہ کیا تو مضمون اشتہار کو مطالب کتاب سے مطابق نہ پایا۔ لہذا ایسے اشتہار کا ایسے مستند رسالہ اشاعت السنہ مین درج ہونا مناسب نتھا۔ مین اس ولی دوست کی اس شکایت کی قدر کرتا ہون اور اسکو قدر دانی اشاعت السنہ کی دلیل سمجھتا ہون۔ مگر مین اشاعت السنہ کو اس شکایت کا مورد نہین سمجھتا۔ نہ وہ اشتہار اشاعت السنہ مین درج ہوا نہ اسپر اڈیٹر اشاعت السنہ نے کچہہ اپنی طرف سے لکہا۔ وہ اشتہار بفرمایش مولف علیحدہ چہپا۔ اشاعت السنہ کے ساتہہ صرف تقسیم ہوا اور شیوع پایا ہے اور یہہ عام قاعدہ ہے کہ بڑے بڑے مشہور ومعتبر اخبار ورسایل مین بہت سی تجارتی چیزون کے اشتہارات درج ہوتے ہین پہر وہ اڈیٹر کیطرف سے نہین سمجہے جاتے ہین اور نہ اڈیٹر اُنکے ذمہ وار ہوتے ہین۔

ہمنے تو اس اشتہار کو درج رسالہ بھی نہین کیا صرف رسالہ کے ساتھہ شایع کیا ہے پھر ہمارا رسالہ اس شکایت کا محل کیونکر ہو سکتا ہے۔

اعلان

کتاب براہین احمدیہ کے چھپنے مین مہتمم مطبع کی بعض مجبوریون کے سبب توقف ہو گیا ہے اب مہتمم مطبع نے بتاکید وعدہ دیا ہے کہ حصہ سیوم کو بہت جلد چھاپ کر تیار کرتا ہون پس ناظرین وخریداران اصطبار فرماوین اور عفو کو کام مین لاوین۔

خاکسار غلام احمد۔ از قادیان۔ ضلع گورداسپور

اشتہار

مولفین رسایل وکتب دین وغیرہ علوم کو واضح ہو کہ ان دنون ایک کتاب مسمی بام التواریخ تالیف جناب منشی حسین علی صاحب فرحت دہلوی (جو خاندان ابو الفضل وفیضی سے ہین) لاہور مین چھپکر تیار ہوئی ہے۔ اس کتاب مین ایک سو دو ہزار اعداد تک کی جملے و تاریخی مادے اس کثرت سے موجود ہین کہ بنظر اسکے اس کتاب کو تاریخی مادون کا خزانہ کہا جاسکتا ہے۔ مولف عالی ہمت نے اس کتاب مین وہ کام کیا ہے جسکو لوگ بڑی مشکل سمجھتے ہین اور اسمین تاریخین بنانیکے وقت ہاتف غیبی سے مدد لیتے۔ مولف نے عالم غیب کو شاہد بنادیا اور اس مشکل کو آسان کردیا۔ قیمت کتاب (عہ) محصول ڈاک (۴ہر) جو صاحب طالب و شایق ہون وہ بارسال قیمت مین نثار علی صاحب شہرت اوڈیٹر اخبار انجمن پنجاب لاہور یا آلہی بخش کتب فروش لاہور بازار کشمیری سے درخواست کرین +

اشتہار

جب یہانتک نوبت پہنچ گئی کہ سید احمد خان صاحب نے صاف یہہ لکھدیا کہ نبوت خداکی طرف سے مقرر نہین ہوتی اور نہ خداکی طرف سے کوئی پیغام لاتا ہے اور جو پیغام لانیوالا پیغمبر کو نظر آتا ہے وہ (نعوذ باللہ منہا) صرف اسی طرح کا خیال ہوتا ہے جیسے مجنونکو

بندہ سمجھتا ہے معجزات کا بالکل انکار کیا اور معجزات کی دلیل نبوت ہو نیمین بہت سی
گفتگو کی - حضرت موسیٰ کیواسطے جو دریا کا پانی جدا ہو گیا تھا اُسکو مدّ و جزر بتایا - معجزہ سے
انکار کیا - ملک کے وجود سے بالکل انکار کیا اور یہہ بھی صاف کہدیا کہ قرآن سے جو حکم ثابت
ہو یقین کرنیکے قابل نہین - احادیث صحیح کا انکار تو اپنے اوپر فرض سمجھلیا اور رسول اللہ
کے قول کی ذرا بھی وقعت نہ سمجھی فرشتون کو یہہ کہا کہ وہ مسلمانون کے اعتقاد کے بموجب
چیلون کیطرح منڈلاتے پھرتے ہین - حورون کو اس ملک کی گھوسنون سے تشبیہ دی
جنت و نار کی حقیقت جو قرآن سے ثابت ہوتی ہے اُسکو بیہودگی بتایا - چنانچہ سب تصریحات
سید احمد خان صاحب کی تفسیر مین موجود ہین - اور یہ مضامین اُردو مین چھاپ کر شائع کرنے
شروع کئے اور لوگون نے اُن مضامین کو نہایت عجیب سمجھکر بہت شوق سے دیکھنا شروع
کیا اور اس قسم کی کتابین گران قیمت ہاتھون ہاتھ بکنی شروع ہوئین اور اُنکے دیکھنے سے
عوام کے اعتقاد دینی [illegible] اسلام مین فتنہ عظیم پیدا
ہونیکا خوف ہوا پس ہمنے اللہ کی توفیق سے حسبتہً للہ اس فتنہ کے دفع کرنیکے لئے کمر
ہمّت باندھی ہے اور نیچریون کی ردّ مین ماہوار ایک پرچہ بطور اخبار جاری کرنا تجویز کیا ہے
جسکی قیمت سالانہ گورنمنٹ انگریزی و والیان ملک سے عہ رؤسا و امرا سے عہ عام
شائقین سے ھہ مع محصولڈاک مقرر کی گئی ہے - یہہ پرچہ یکم ماہ شعبان سے جاری ہوا ہے
برادران دینی سے توقع ہے کہ حمایت اسلام کو فرض سمجھکر اس کار خیر مین ہماری مدد کرین
تاکہ اُسکے مصارف کے مشکلات اُسکے اجرائے کے مانع نہون اور اُنکی مدد صرف
اسقدر کافی ہے کہ ایک ایک پرچہ اپنے ملاحظہ کے واسطے منظور فرماوین ہر قسم کی
تحریر بیڈ اور کاغذ زر رجسٹری شدہ بنام مالک مطبع آنا چاہیئین جو حضرات مضامین
سے امداد فرمائینگے ایک پرچہ مُفت پائینگے *

العبد محمد امجد علی مالک اخبار عظیم مُرادآباد

اڈیٹر لکھتا ہے

اِس رسالہ کے دو نمبر بابت شعبان و رمضان ۱۳۰۹ھ میری نظر سے گزرے ہین مولّف رسالہ نے جزاہ اللہ خیرا) تحریر و بیان مین ایسا اختصار و ایجاز مدنظر رکھا ہے کہ گویا دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے و مع ذلک جس مضمون سے تعرض کیا ہے اُسمین الزام مخاطب کو حد کمال تک پہنچا دیا ہے - اِس کمال معنوی پر اسکا حسن صوری اور ہی جلوہ دکھا رہا ہے اور حلیہ خط زیبا اور طبع مصفّا زیب و زینت دوبالا کر رہا ہے - تسپر معاوضہ روئے نمائی قلیل ہے - شایقو دوڑو اور اِس یوسف کے خریدارون مین داخل ہو کر باین الفاظ خدا کا شکر ادا کرو ۵ جماوی چند دادم جان خریدم - بحمد اللہ عجب ارزان خریدم

رسالہ نیچر خوبی پر

ریویو

یہہ رسالہ میری ایک عزیز دوست ڈاکٹر خوب داد خان کی تالیف ہے اور اِسمین مولّف نے نیچر (یعنی مخلوقات) کے صنایع و بدایع کو اِس خوبی سے بیان کیا ہے کہ اُس سے بے اختیار وجود خالق کا اقرار کرنا پڑتا ہے - اور اِس بیان سے امام غزالی کے اُس قول کو تصدیق کیا ہے جو اُنکے رسالہ منقذ من الضلال سے اشاعت السنہ نمبر ۵ جلد ۴ صفحہ ۱۳۶ مین منقول ہوا ہے کہ حکماء طبعیین نے عالم طبعیت اور عجائبات حیوانات و نباتات مین (جو منجملہ نیچر ہین) بحث کی اور علم تشریح اعضاء حیوانات کو ٹٹولا اور اُسمین خدا کے عجائب صنائع کو دیکھا تو انکو ناچار خداوند عالم کے وجود کا قایل ہونا پڑا - اور اِس تشریح اور عجائبات منافع اعضاء مین جو کوئی غور کریگا اُسکو ضرور علم بوجود خالق حاصل ہوگا -

مین اِس رسالہ کو بدل پسند کرتا ہون اور اہل شوق کو اُسکی خریداری کی رغبت دلاتا ہون اسکی قیمت معہ محصولڈاک (۳ ر) مقرر ہوئی ہے اور مواضع فروخت مقامات ذیل ہین -

(۱) دہلی بازار فتحپوری - دوکان شیخ نور الٰہی سوداگر ادویات انگریزی -

(۲) دہلی چتلی قبر - دوکان ڈاکٹر غفار داد خان -

(۳) رانی کھیت کمسریٹ - مقام سکونت مولف سلمہ اللہ -

مناظرات مذہبی

پر مناسب رائے

لایق توجہ گورنمنٹ و ارکین ہر مذہب و ملت

جو درحقیقت بحث و مناظرہ تقریری و تحریری کے لئے ایک دستور العمل و قانون امن ہے اور اس سے عموماً مباحثات تحریری و تقریری مختلف فرقہ ہا اہل اسلام - ہنود - نصاری وغیرہ مذاہب پر ہر منصف فی رائے کو رائی لگانیکا موقع ملسکتا ہے کہ از انجملہ کونسا مباحثہ مبنی بر انصاف [illegible] و شر ہے ؎

مناظرہ اصطلاح علما فن مین اس بحث و گفتگو کا نام ہے جو اظہار صواب و تحقیق حق کی نظر سے کیجاتی ہے اور یہہ مناظرہ حق و باطل و صواب و خطا مختلف آراء کے تحقیق و تمیز کے لئے عمدہ ذریعہ ہے - یہہ مناظرہ نہ ہوتا تو بہت سی باتون کے صواب و خطا کا انکشاف نہوتا - مگر افسوس ایک مدت دراز سی مختلف فرقہ ہا اہل اسلام وغیرہ اہل ملل و نحل سی وجود مناظرہ عنقا صفت ہوگیا ہے اور بجائے اسکے **مجادلہ** (جو بحث بغرض الزام مخاطب سی عبارت ہے) یا **مکابرہ** (جو بلا کسی غرض و منفعت کے شور و شغب کرنیکا نام ہے) اکثر لوگون مین مروج و دستور العمل ہو رہا ہے ؎ پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز + بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بو العجبیست - پھر اس مجادلہ یا مکابرہ مین بھی تہذیب و انصاف سی کام نہین لیا جاتا - بلکہ بے تہذیبی و ناانصافی کو درجہ کمال پر پہنچایا جاتا ہے انکے **مناظری** (جو درحقیقت مجادلے یا مکابرے ہین) دو قسم ہوتے ہین -

قسم اول مناظرات تقریری قسم دوم مناظرات تحریری۔

قسم اول کا بعینہٖ وہی حال ہوتا ہے جو درندون (تعیین جنس و نام سے لحاظ آتا ہے) کی لڑائی مین دکھائی دیتا ہے۔ جب دو درندے آپسمین مقابلہ کرنا چاہتے ہین تو پہلے ایک دوسرے کو تیوڑی چڑہا کر تیز نگاہ سے دیکھتا ہے پھر تھوڑی تھوڑی گونجتی ہوئی آواز نتھنون سے نکلتی ہے۔ پھر تھوڑا سا جبڑا کھلتا ہے اور دانت دکھائی دینے لگتے ہین۔ پھر حلق سے آواز آنے لگتی ہے۔ پھر دو باچھین چڑ جاتی ہیں اور دانت باہر نکل آتے ہیں اور مونہہ سے جھاگ نکل پڑتی ہے اور سخت آواز کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے اُسکی ٹانگ اُسکے مونہہ مین اور اسکا ہاتھ اسکے جبڑے مین اس نے اسکو پھاڑا اور اُس نے اسکو پچھاڑا آخر جو دونون مین سے کمزور ہوا دم دبا کر بھاگا۔

یہی حال ان بے انصاف و غیر مہذب مجادلین کی مجالس مناظرہ مین ہوتا ہے پہلے ایک دوسرے کو آہستگی سے ایک ایسی الزامی بات جو اسکو بُری دکھائی دے کہدیتا ہے وہ اسکے جواب مین ویسی ہی الزامی بات اُسکے ذمہ لگاتا ہے۔ پھر وہ جواب مین کہتا ہے تم جاہل ہو اس بات کو تم کیا جانو۔ وہ جواب دیتا ہے تم کا فہم تم مسایل دین کو کیا سمجھو۔ پھر دونون فریق کی نگاہیں بدل جاتی ہین تیوڑیان چڑہ جاتی ہین باچھین چڑہ جاتی ہین دانت نکل پڑتے ہین مونہہ سے تھوک اُڑنے اور جھاگ نکلنے لگتی ہے سانس چڑہ جاتا ہے چیخ و چلاہٹ شروع ہو جاتی ہے۔ آستینین چڑہا کر ہاتھ پھیلا کر ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے اسکی ڈاڑھی اسکے ہاتھ مین اور اُسکی گردن اُسکی بغل مین۔ اِسکا جوتا اُسکے سر پر اور اسکا مکہ اسکے مونہہ پر خوب سر پھٹول ہوتی ہے۔ آخر کمزور آدمی پٹ کر کپڑے جھاڑتا سر کے بال سنوارتا ہوا گھر کی راہ لیتا ہے۔ اور اگر اس مجلس مین کوئی عقلمند ہو ہوا اور مار پیٹ کی نوبت نہ آئی تو گالی گلوچ تو ضرور ہی ہوتی ہے۔ پھر مار پیٹ کی کسر کچہری عدالت مین نکالی جاتی ہے اُس نے اس پر توہین مذہب کی نالش کر دی اُس نے اسپر

ازالہ حیثیت عرفی کی عرضی دی - آخر فریقین مین سے کسی نہ کسی کو قید یا جرمانہ کی سزا ہوئی
ہے یا مچلکہ وضمانت دیکر خلاصی ہوتی ہے اور اگر کسی دوراندیش کے کہنے سُننے سے
نالش رُک گئی تو اُسکی کسر تحریرات واخبارات کے ذریعہ نکالی جاتی ہے کوئی (جسکا
فتوی چلتا ہے) تو اپنے مخالف کی نسبت گریز وفرار کا اشتہار و یکہ یہہ فتوی لگاتا ہے
کہ اسکا حقہ پانی بند کیا جاوے اور اُسکے پیچھے کوئی نماز نہ پڑہے اور اسکے ساتھ کہانی
پینے ملنے بیٹھنے کا برتاؤ ومعاملہ کوئی نہ رکھے جو ایسا کریگا وہ بھی دین سے خارج کیا جاویگا
اور اُسکا حقہ پانی بند ہوگا - اور کوئی (جو مفتی قاضی نہین ہوتا) اخبارون واشتہارون کے
ذریعہ سے اپنے مخالف کی گریز وفرار وکفر وارتداد کی تشہیر کرتا ہے اور اُسکی نسبت جو
لکہنا ہو سو لکھتا ہے - الغرض ایک دوسرے کے ذلیل کرنیمین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین
ہوتا -

اسکا سبب وہ اصل اصول ہے جسکے پیچھے ہی ہر ایک فریق کو اپنے
مخالف کا ذلیل کرنا منظور ہوتا ہے - اور جلسہ مناظرہ اسی غرض وتقریب سے
منعقد کیا جاتا ہے - حق کہنا یا حق سننا اپنی غلطی پوچھنا یا دوسری کی غلطی
بتانا کسی کو مدنظر نہین ہوتا پہر اس ذلیل کرنے مین کوتاہی کرنے مین خلاف
مفروض لازم آتا ہے جسکا ارتکاب ایسے متہوّر پہلوانون سے کب ممکن ہے -
لہذا جسے جسقدر بن آتی ہے تذلیل خصم مین کوشش کرتا ہے -

یہ باتین ہینے فرضی واحتمالی نہین کہین بلکہ واقعی ویقینی بیان کی ہین جو اپنی
آنکھون سے دیکھی یا کانون سے سنی ہین -

لاہور - امرتسر - بٹالہ - وزیرآباد - مانگٹ والہ بھیرہ خوشاب - لودہیانہ -
دہلی - کوٹلی لوہاران - پیلی بہیت - آرہ - وغیرہ متعدد مقامات کی مناظرات
مین ان باتون کا وقوع ہوا - کہین مار پیٹ ہوئی کہین فتوون کی تلوار چلی

تصدیق قول مصنف (۱۵)
اسمقام [illegible] دوسری کتاب کو مضمون دیا وہ ہی [illegible]
صفحات [illegible]

کہین عدالتون تک نوبت پہنچی کہین اخبارون واشتہارون مین خاک
اوڑہی - اور سب وشتم وطعن وتوہین سے تو کوئی مجلس خالی نہین گزری -
میرے اس بیان مین کسیکو شک ہوگا تو مین بہ تفصیل حالات مناظرہ ہر ایک
مقام کی اوسکی تسلی کردونگا -

ان مناظرات کا یہ حال دیکھکر مینے لہا سال سے اُنکی مجالس عامہ
مین مناظرہ کرنے سے اعراض وانکار اختیار کر رکہا ہے اور جب کوئی برطبق
مثل مشہور (تو مان نمان مین تیرا مہمان) خواہ مخواہ مدعی مناظرہ ہوتا ہے
تو اوسکے سامنے ایسے شروط کو پیش کیا جاتا ہے کہ اولاً تو اون شروط کی
یمن وبرکت سے وہ ظاہری مناظرہ (جو حقیقت اور باطن مین جہاد مجادلہ ہوتا ہے)
وقوع مین نہ آوے اور وہ شروط اس بعد شر وفساد کے روکنے کے لئے
قل اعوذ برب الفلق الخ و قل اعوذ برب الناس الخ کا کام دین اور اگر وہ مناظرہ وقوع
مین آہی جاوے تو جس شر وفساد کا اس سے اندیشہ ہوتا ہے وہ واقع ہونے
پاوے - مفسدین کی نیت فساد دل کی دل ہی مین رہجاوے اون شروط کی
پابندی اونکو کچھہ نکرنے دے - وہ شروط سحر یا اعجاز کا کام دین اور بقلب حقائق
بطور خرق عادت انکی مجادلہ کو مناظرہ بنا دین -

اون شروط کو مینے مختلف اوقات ومتعدد مواضع مین پیش کیا سنہ ۷۶ء مین بمقام
وزیر آباد - و مئی وجون سنہ ۸۰ء مین بمقام کاٹھہ گڈہ (چنانچہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۶ مئی
و ۲ جون سنہ ۸۰ء مین مندرج ہے) اور اکتوبر سنہ ۸۰ء مین بمقام بٹالہ ضلع گورداسپورہ (چنانچہ
ضمیمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۸۰ء مین مرقوم ہے) اور اپریل سنہ ۸۱ء مین
بجواب درخواست مناظرہ اہل دہلی - چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۳ مین منقول ہے -
آخری شروط جو اہل دہلی کے جواب مین پیش کی گئی تہین اونکی تفصیل معروض ذیل ہے

جنکے عرض و بیان سے غرض یہہ ہے کہ ناظرین اور وہ اراکین جنکو ہم اس مضمون کیطرف توجہ دلانا چاہتے ہین ان شروط کو غور کی نگاہون سے دیکہین پہر انکے واجبی یا ناواجبی ہونے کی نسبت منصفانہ رائے دین۔

وہ شروط یہ ہین

الف حضرات مخاطبین مدعیان مباحثہ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سے درخواست کرین کہ ہم عام مجلس مین مذہبی گفتگو کرنا چاہتے ہین ہمکو پولیس کی مدد دیجاوے اور شور و فساد سے مجلس مین امن رہے جبتک یہ انتظام مجلس کا نہوگا عام مجلس مین مباحثہ نکیا جاویگا۔

ب اس مجلس عام کی حاضرین کی بہی فہرست لکہی جاوے تاکہ وہ لوگ جو ثقہ نہین نہ عزت کا خوف رکہتے ہین نہ مواخذہ پولیس سے ڈرتے ہین اور سخت کلامی سے رہ نہین سکتے وہ اس مجلس مین داخل ہونے نہ پاوین

ج فریقین سے ایک ایک شخص گفتگو کیواسطے مقرر ہو اور اسکے سکوت کو سب اپنا سکوت و الزام مان لین اور جب وہ ساکت ہوکر رہ جاوے تو پہر دوسرے شخص کو اسی شرط سے پیش کرین۔

د کوئی شخص جانبین سے کلام مناظرین مین دخل ندیے نہ شہادۃً نہ اعانۃً نہ صراحۃً نہ اشارۃً

ہ کوئی شخص مناظرین و حاضرین مجلس کی نسبت سخت کلامی و توہین نکرے نہ زبان سے نہ کسی فعل یا اشارہ سے۔

و جو کچھہ فریقین بیان کرنا چاہین وہ پہلے تحریر مین آوے پہر تقریر مین اور تا اختتام کلام ایک فریق کے دوسرا شخص لب نہ ہلاوے۔

ز اثناء گفتگو مین بحث مقصود سے خروج نہو اور اگر کوئی اجنبی امر مقصود کا

موقوف علیہ ہو تو اوسکو قبل از بحث طے کرلیا جاوے -

ح مسائل مجوزہ مقرر کئے جاوین - پہر قبل اختتام بحث اون مسائل کے فریقین دوسری طرف نہ جاوین -

ط جب کسی فریق کے نزدیک بحث اختتام کو پہنچے تو تحریرات طرفین کسی منصف مسلم الطرفین کے پاس ارسال کیجاوین - پہر جو منصف صاحب بحث روئداد تحریرات (نہ اپنی خیالی تحقیقات) کے فیصلہ کرے وہ فریقین تسلیم کرلین -

ی جو شروط مذکورہ خصوصاً شرط چہارم وپنجم کا خلاف کرے وہ مجرم قرار دیا جاوے اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا کا مستحق ہو - اور یہہ بات بطور اقرارنامہ فریقین سے لکھوائی جاوے -

ان شروط نے اکثر مواضع مین تو ہو ذتین کا کام دیا اور اصل مناظرات معدن فسادات کو وقوع سے روکا - اور بعض جگہہ مناظرہ وقوع مین آیا تو ان شروط کی برکت سے عین مجلس مناظرہ مین شر و فساد نہونے پایا - اگرچہ بعد اختتام مناظرہ خصوم ناانصاف نے بذریعہ تحریرات واشتہارات اپنا آخری کام کرلیا - اصلی واقعات کو برخلاف واقع مشہور کرکے لوگون کو بہگایا اور پہلی حالت سے ہٹایا اسی نظر سے مین ایسے مناظرات کے نہونے کو ہونے پر (اگرچہ بپابندی شروط ہون) ترجیح دیتا ہون - اور جن مواقع پر عدم تسلیم شروط کے سبب مناظرہ موقوف رہا انکو اون مواقع سے جہان بپابندی شروط وقوع مین آیا بنظر مآل وانجام کار بہتر سمجہتا ہون اور اکثر جہان کہین سے مناظرہ کے لئے میری طلبی ہوتی ہے اعراض وانکار کرجاتا ہون -

میرے بزعم خود دشمن وناوان دوست میرے اس اعراض وانکار کو گریز وفراریت بہتی ونزدلی کہتے ہین مگر مین بخیال مآل وانجام کار اس

اعراض وانکار کو بڑی خوشی وافتخار سے اپنا شعار سمجھتا ہوں۔ اور ایک بار نہیں ہزار بار کہتا ہوں کہ مین ایسے مناظروں سے ہمیشہ کے لئے انکاری ہوں۔ میرے اس انکار کو وہ لوگ دنیا مین پھیلاوین اور مجھے کبھی کسی مناظرہ مین نہ بلاوین۔ ہان ایسے مناظرات سے مجھے انکار نہین ہے جو درحقیقت مناظرات ہون۔ یعنے دوستانہ بحث وگفتگو بغرض اظہار صواب وتحقیق ہو۔ فریقین اپنی غلطی خیال کا دریافت کرنا یا دوسرے کی غلطی رائے کا اخلاق ومحبت وانسانیت سے ظاہر کرنا چاہین اور وہ لوگ بھی ایسے ہون جنہین باہم سابق کینہ وعداوت وبداخلاقی ونفسانیت نپائی جاوے۔ بلکہ حسن خلقی ونیک نیتی سے اونکی شہرت ہو۔ اور مجمع عام مین اوباش خلائق کا جمع کرنا بھی وہان مرکوز خاطر نہو۔ دوچار دوست باہم ملکر بیٹھین اور نہایت متانت وشائستگی سے گفتگو کرین۔ جب ایک دوسرے کے جواب وخلاف مین کچھہ کہنا چاہے تو ایسے الفاظ سے اپنے خلاف کو تعبیر کرے کہ دوسرے کو اسمین مخالفت ونفسانیت کی بو نہ آوے مثلاً یون کہے کہ آپکا فرمانا بجا ہے مگر میرے فہم ناقص مین نہین آیا۔ آپ اس مدعا کو دوبارہ ادا کرین۔ اور میرے ان شکوک کو جو اس مدعا کے نسمجھنے سے مجھے مانع ہوئے ہین حل کردین۔ یا یون کہے کہ آپکی تقریر ماشاء اللہ نہایت سچائی ونیک نیتی پر مبنی ہے مگر افسوس فلان فلان وجہ سے مجھے اس سے توافق کرنے مین عذر ہے۔ اسی قسم کے دو تین دفعہ تقریرین کری۔ پھر جب دیکھے کہ مخاطب ہماری بات نہین سمجھتا۔ یا جو وہ کہتا ہے اپنی سمجھہ مین نہین آتا تو اس گفتگو کو دوسرے وقت پر موقوف ومعلق کردے اس پیرایہ وعذر سے کہ اس وقت ہمارا فہم اس گفتگو کے سمجھنے سے قاصر ہے اسلئے اوسکو دوسرے وقت پر ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس عنوان سے گفتگو ہو تو تقریر حق ومدلل دوسرے کے

دل مین تریاق کا سا اثر پیدا کرے اور مناظرہ واقعی اثر دکہائے۔

قسم دوم (یعنے مناظرات تحریری جو بذریعہ کتب و رسائل وقوع مین آتی ہین) کا بہی ایسا ہی حال ہوتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ انمین سر پہٹول اور جوتم جوتا کی نوبت نہین آتی باقی سب وشتم وطعن و توہین و فتووٰن اور نالشون کی تلوار بدستور چلتی ہے۔ ان سب باتون کی تفصیل اور اسکی شناعت و قباحت پر دلیل سے مجہے اس مقام مین بحث نہین میری بحث دو امر سے ہے اور ان ہی کی طرف ناظرین کو توجہ دلانا میرا مقصود ہے۔

امر اوّل یہہ کہ ان تحریرات مین بعض اشخاص اپنے مخاطب کے علاوہ اسکے معبودون واکابر مذہب کو برا کہتے ہین اور سبّ و توہین سے یاد کرتے ہین اور یہہ امر میرے خیال و علم مین کسی مذہب کے رو سے جائز نہین ہے۔ اور مذاہب کے نقل و بیان سے توہین اس مقام مین تعرض نہین کرتا اسکو ان ہی مذاہب کے حامیون اور عالمون کے بیان پر حوالہ کرتا ہون۔ مذہب اسلام کے ہدایت و نصیحت کو اس مقام مین ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ اللہ تعالے نے قرآن مجید مین ارشاد فرمایا ہے مُت گالی دو انکو جنکو یہہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہین (ایسا کروگے) تو یہہ ازراہ تعدی خدا کو گالیان دینگے۔

> ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوًا بغیر علم (انعام رکوع ۱۳)

اور اوسکے رسول مقبول نے فرمایا ہے کبیرے گناہون سے ایک بڑا گناہ یہہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو لعنت کرے لوگون نے کہا یا رسول اللہ صلعم ماں باپ کو کوئی کیونکر لعنت کرتا ہے۔ فرمایا یہہ کسیکے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اسکے بدلے اسکے باپ کو گالی دیتا ہے یہہ اسکی ماں کو گالی دیتا ہے وہ [illegible]

> عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال النبی صلعم ان من اکبر الکبایر ان یلعن الرجل والدیہ قیل یا رسول اللہ وکیف یلعن الرجل والدیہ قال یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ
>
> رواہ البخاری صفحہ ۸۸۳ فی صحیحہ

یہہ آیہ خدا تعالے نے مشرکین عرب کے اس قول کو کہ "تونے قرآن لوگون سے سیکھا ہے" ذکر کرنے کے بعد فرمائی ہے جس سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان انکے اس قول کو سنکر اسکے بدلے ومقابلہ مین انکے معبودون کو برا نکہین۔ ایسا نہو کہ وہ اسکے بدلہ مین خدا کو برا کہنے لگ جاوین۔ اسمین ہمارے عین مقصود اور مبحوث عنہ کا قانون بتایا اور یہ فرمایا ہے کہ جب بحث ومناظرہ مین خصم جہالت ونفسانیت اختیار کرے تو اوسکے جواب مین تم جہالت اختیار نکرو بلکہ درگذر کرکے اعراض کر جاؤ۔ چنانچہ دوسری آیات مین ارشاد فرمایا ہے۔ جب مومن لغویات کسی سے سنتے ہین تو اس سے

واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ قصص ع ٦
واذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما
واذا مروا باللغو مروا کراما۔ فرقان ع ٦

منہ پہیر لیتے ہین اور کہتے ہین ہمارے لئے ہمارے اعمال تمہارے لئے تمہارے۔ اور فرمایا جب ان سے جاہل مخاطب ہوتے ہین تو وہ سلام [illegible] ہین۔ اور فرمایا جب وہ بیہودہ مجالس سے گزرتے ہین تو انسے بچکر نکل جاتے ہین۔

یہ معنے آیت کے جو ہمارے خیال مین آئے ہین بعینہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمائے ہین چنانچہ کہا ہے۔ "اعلم ان ھذا الکلام ایضا متعلق بقولھم للرسول انما جمعت ھذا القرآن من مدارسۃ الناس ومذاکرتھم فانہ لایبعد ان بعض المسلمین اذا سمعوا ذلک الکلام من الکفار غضبوا وشتموا آلھتھم علی سبیل المعارضۃ فنھی اللہ تعالی عن ھذا العمل لانک متی شتمت آلھتھم غضبوا فربما ذکروا اللہ تعالی بما لاینبغی من القول فلاجل الاحتراز عن ھذا المحذور وجب الاحتراز عن ذلک المقال۔ وبالجملۃ فھو تنبیہ علی ان خصمک اذا شافھک بجھل وسفاھۃ لم یجز لک ان تقدم علی مشافھتہ بما یجری مجری کلامہ فان ذلک یوجب فتح باب المشاتمۃ والسفاھۃ وذلک لایلیق بالعقلاء۔

اِس عبارت کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو ہمنے بیان معنی آیت مین کیا ہے اسکی اعادہ و تکرار کی حاجت نہین ہے - اور **تفسیر کبیر و معالم** وغیرہ مین یہہ بہی کہا ہے کہ مسلمانون نے انکے معبودون کو برا کہا تب اس آیتہ کا نزول ہوا - اور تفسیر معالم مین ہے کہ ابن عباس (صحابی) نے فرمایا ہے جب آیت انکم و ماتعبدون من دون اللہ حصب جہنم نازل ہوئی تو مشرکین نے کہا یا محمد ہمارے معبودون کے برا کہنے سے تو باز آ ورنہ ہم تیرے رب کو برا کہینگے - پس خدا تعالے نے انکے معبودون کو بُرا کہنے سے منع کر دیا - قتادہ (تابعی) نے کہا ہے مسلمان بتون کو بُرا کہتے تہے - تب خدا تعالے نے انکو اس سے منع کیا تاکہ وہ خدا کو بُرا نہ کہین اسلئے کہ وہ جاہل قوم ہے [illegible] بعد [illegible] وفات ابو طالب کا قصہ نقل کیا جس مین اسی قسم کا بیان ہے - پہر فرمایا) جب یہ آیتہ ممانعت دشنام دہی نازل ہوئی تو آنحضرت نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تم اپنے خدا کو برا نہ کہو پس لوگ انکے معبودون کو برا کہنے سے رک گئے اس آیتہ مین اگرچہ ظاہر بتون کے بُرا کہنے سے ممانعت ہے مگر در حقیقت خدا کو برا کہنے سے ممانعت ہے اِس لئے کہ بتون کو بُرا کہنا خدا کو برا کہنے کا سبب ہے -

قال ابن عباس لما نزلت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم قال المشرکون یا محمد لتنتہین عن سب الہتنا اولنہجون ربک فنہاہم اللہ تعالی ان یسبوا اوثانہم - وقال قتادہ کان المسلمون یسبون اصنام الکفار فنہاہم اللہ عز وجل عن ذلک لئلا یسبوا اللہ فانہم قوم جہلۃ + + + فلما نزلت ہذہ الآیۃ قال رسول اللہ صلعم لاصحابہ لا تسبوا ربکم فامسک المسلمون عن سب الہتہم - وظاہر الآیۃ وان کان نہیا عن سب الاصنام [illegible]

[illegible]

مجدد العصر مشتہر العلم فے البدو والحضر مرجع العز والکمال نواب ریاست بہوپال لا زال بالاقبال نے تفسیر **فتح البیان** مین فرمایا ہے کہ اِس آیتہ کے معنے یہہ ہین اے محمد کفار کے معبودون کو برا نہ کہہ یہہ خدا کو برا کہنے کا سبب

والمعنی لا تسب یا محمد آلہۃ

هؤلاء الكفار التي يدعونها من دون
الله فيتسبب عن ذلك سبهم لله
عدوا وتجاوزا عن الحق وجهلا
منهم وفي هذه الاية دليل على ان
الداعي الى الحق والناهي عن الباطل
اذا خشي ان يتسبب عن ذلك ما هو
اشد منه من انتهاك حرم ومخالفة
حق ووقوع في باطل اشد كان الترك
اولى بل واجبا + + + وقد ذهب
جمهور اهل العلم الى ان هذه الاية
محكمة ثابتة غير منسوخة وهي اصل
اصيل في سد الذرائع وقطع التطرق
الى الشبه + + + وعن ابن عباس قال
قالوا يا محمد صلعم لتنتهين عن سبك آلهتنا
او لنهجون ربك فنهاهم الله ان يسبوا
اوثانهم فيسبوا الله عدوا بغير علم
وقد ثبت في الصحيح ان رسول الله
صلعم قال ملعون من سب والديه
قالوا يا رسول الله وكيف يسب الرجل
والديه قال يسب ابا الرجل فيسب
اباه ويسب امه فيسب امه

ہوگا اس آیت مین اس بات پر دلیل ہے کہ
جو شخص لوگون کو حق کیطرف بلاوے اور
باطل سے ہٹاوے جب اُسکو اس امر ونہی
کے سبب اس سے بڑھکر ہتک حرمت و
مخالفت حق وارتکاب باطل کا خوف ہو تو
اُسوقت امر ونہی کو ترک کرنا اولی بلکہ واجب
ہے - + + + جمہور اہل علم قائل ہین کہ یہ آیت
محکم ہے منسوخ نہین - اور یہہ فساد کی ذریعون
کے روکنے اور شبہون کیطرف چلنے کو توڑنے
کے لئے عمدہ قانون ہے -

اور حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے
کہ (منکرون نے) کہا اے محمد تو ہمارے معبودون
کے برا کہنے سے باز آ نہین تو ہم تیرے خدا کو
برا کہینگے پس خدا نے انکے بتونکے برا کہنے سے
منع کیا تاکہ وہ خدا کو برا نہ کہین - اور صحیح بخاری
مین ثابت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ملعون ہے
جو مان باپ کو گالی دیتا ہے لوگون نے کہا مان
باپ کو کوئی کیسے گالی دیتا ہے فرمایا یہ کسیکے
باپ کو گالی دیتا ہے وہ اسکے باپ کو گالی دیتا
ہے یہہ کسی کی مان کو گالی دیتا وہ اسکی
مان کو -

اور تفسیر کبیر مین امام رازی نے فرمایا ہی اس پر کوئی یہہ شبہہ کر سکتا ہے کہ بتونکو

لقائل ان يقول ان شتم الاصنام
من اصول الطاعات فكيف يحسن
من الله تعالى ان ينهى عنها والجواب
ان هذا الشتم وان كان طاعة الا
انه اذا وقع على وجه يستلزم وجود
منكر عظيم وجب الاحتراز منه
والامر ههنا كذلك لان هذا الشتم
كان يستلزم اقدامهم على شتم الله
وشتم رسوله وعلى فتح باب
السفاهة وعلى تنفيرهم عن
قبول الدين وادخال الغيظ
والغضب فى قلوبهم فلكونه
مستلزما لهذه المنكرات وقع
النهى عنه + + + قالوا وهذه
الاية تدل على ان الامر بالمعروف
قد يقبح اذا ادى الى ارتكاب منكر والنهى
عن المنكر يقبح اذا ادى الى زيادة منكر وغلبة
الظن قائمة مقام العلم فى هذا الباب
وفيه تاديب لمن يدعوا الى الدين لئلا
يتشاغل بما لا فائدة له فى المطلوب لان

برا کہنا تو تابعداری کی جڑھ ہے پھر اس سے
خدا تعالی کا منع کرنا کیونکر درست ہو سکتا
ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ برا کہنا اگرچہ
تابعداری کی بات ہی مگر جب تابعداری
ایسے طور پر وقوع مین آوے جس سے
بہت بری بات پیدا ہو تو اس سے بچنا لازم
ہے اور یہان یہی امر موجود ہے انکی بتون کو
برا کہنا خدا کو برا کہنے اور رسول کو گالیان
دینے اور جہالت کا دروازہ کہل جانے
اور انکو دین اسلام سے بہگانے اور انکو
دلون مین غیظ و غضب پیدا کرنیکا موجب
ہوتا ہے اسلئے خدا تعالے نے اس سے
منع کیا + + +

اور فرمایا ہے کہ اسی آیۃ سے یہہ ہی معلوم
ہوتا ہے کہ اچھی بات کا لوگون کو حکم دینا
کبھی برا ہی ہوجاتا ہی جب وہ اور برائیون
کے ارتکاب کا موجب ہو۔ اور بری بات
سے روکنا برا ہوجاتا ہے جب وہ زیادہ
برائی کرنیکا باعث ہو۔ اور اس امر کے
تصفیہ کے لئے غلبہ ظن قائم مقام یقین

وصف الاوثان بانھا جماد لا تنفع ولا تضر یکفی فی انقداح فی الٰہیتہا فلا حاجۃ بذ لک شتمھا

ہو سکتا ہے - اور اس آیۃ میں یہہ بھی ادب سکہایا ہے کہ واعظ یا منادی کرنے والے کو چاہئے کہ بیفائدہ بات میں مصروف نہو بتون کی الوہیت توڑنے کے لئے جب اتنا کہنا کہ وہ پتہر ہیں اور نفع و نقصان پر قادر نہیں کافی ہے تو پہر انکو گالیان دینے کی کیا حاجت ہے،

اِس آیت اور اِس حدیث سے بشہادت تفسیر و بیان اکابر اسلام بخوبی ثابت ہے کہ اثناء مباحثہ و مناظرہ میں یا خارج از مباحثہ کسیکے معبود و بزرگ و پیشوای و بانی مذہب کو (گو واقع میں وہ مبطل و گمراہ و برا کہنے کے لائق ہی کیون نہ ہو) ایسی حالت میں برا کہنا کہ اسکے بدلہ میں خدا اور رسول کو برا کہلانیکا اندیشہ ہو ممنوع و حرام ہے اور وہ عین خدا اور رسول کو برا کہنا ہے - جو جلب لعنت و غضب الٰہی کا موجب ہے اسکا خلاف ہم نے کتاب و سنت میں کہین نہین دیکھا - اور کسی آیت یا حدیث مین نہین پایا کہ جس حالت مین کسی گمراہ یا معبود باطل کو برا کہنے سے خدا اور رسول کو برا کہلانیکا خوف ہو تو اس حالت مین انکو برا کہنا جائز ہے یا یہ امر کسی ہادی و بانی مذہب سے سرزد ہوا ہے -

جو لوگ اِس قسم کے مباحث غیر مہذبانہ کے عادی ہین اور غیر مذہب کے اکابر کو برا کہنے اور اسکے بدلے اپنے اکابر کو برا کہلانے کو منجملہ طاعات عمری ایک بڑی طاعت جانتے ہین اور اس امر کو جہاد لسانی خیال کرتے ہین اپنے اس خیال پر بدلائل ذیل استدلال کرتے ہین -

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے وقت کے کافرون سے عین اثناء مباحثہ مین مخاطب ہو کر فرمایا - اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ - یعنے تف ہے تمکو اور تمہارے معبودونکو جنکو خدا کے سوا پوجتے ہو -

(۲) خداتعالیٰ نے خود کفار کے معبودون کی نسبت فرمایا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم - یعنے تم اور جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو دوزخ

کا ایندہن ہو۔

(۲) آنحضرت صلعم نے عین مقابلہ مین مشرکین کو بُرا کہلا یا اور حسان بن ثابت شاعر کو انکی ہجو کے لئے مسجد مین منبر رکہوادیا۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین موجود ہی۔

(۳) محدثین ہر عصر و طبقہ کی غیر ثقات لوگون کو برا کہتے چلے آئے ہین اور سخت الفاظ کذاب دجال وغیرہ سی یاد کرتے رہے ہین۔ وقس علی ہذا۔

مگر ہمارے خیال مین یہہ استدلالات انکی خیالات کی تائید سے قاصر ہین۔ بات جسمین ہماری انکی نزاع ہے یہہ مفروض و مقرر ہے کہ جس حالت مین معبودون باطل یا کفار کو برا کہنے مین جانب مقابل سے خدا کو بُرا کہنے کا اندیشہ ہو اس حالتمین انکو بُرا کہنا جائز ہے یا ناجائز۔ سو ان چارون دلیلون سے ثابت نہین ہے کہ جنکی معبودون یا اکابر کو خدا اور رسول نے یا انکے نائبون نے بُرا کہا ہے اُنہون نے اسکی جواب مین خدا اور رسول کو بُرا کہا یا اس بُرا کہنے کا خوف تہا۔ پس ان چارون دلیلون سے استدلال محض انکا خیال ہے۔

بلکہ ہم بشہادت مقال و ظاہر حال یہہ کہہ سکتے ہین کہ ان چارون دلیلون کے موقع پر معبودان باطل و اکابر کفر کو بُرا کہنے سے خدا اور رسول کو بُرا نہین کہا گیا اور وہ بُرا کہنا اس اشد بُرائی کا سبب نہین ہوا۔

دلیل اوّل ۔ کے موقع پر ظاہر کتاب اللہ سے ثابت ہی کہ کفار نے حضرت ابراہیم کے مقابلہ مین خدا کو برا نہین کہا حضرت ابراہیم کی ذات سی اسکا بدلہ لیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نور نبوت و وحی الہی سے یہہ امر جان لیا تہا اور خدا کو بُرا کہلانے سے مامون ہو کر ان الفاظ سی انکا مقابلہ کیا تہا۔

دلیل دوئم ۔ کا موقع اور شان نزول خود شاہد ہی (چنانچہ تفسیر معالم و فتح البیان وغیرہ سی منقول ہو چکا ہی) کہ اُنہون نے اسکی مقابلہ مین خدا کو بُرا نہ کہا

تہا بلکہ اسکے بدلہ مین برا کہنے کا ارادہ ظاہر کر کے آنحضرت کو صرف دہمکایا تہا کہ تو ہمارے معبودونکو برا کہنے سے باز آجا یا ہم تیرے خدا کو برا کہینگے جس پر فوراً وہ قول خداوندی جس سے ہم نے استدلال کیا ہے (لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ) نازل ہوا جس نے برا کہنے والون اور بدلہ لینے والون کے مقابلہ مین اس آیۃ کو پڑہنے اور اسکا مضمون سنانے سے روکدیا گویا من وجہ ایک حکم نسخ اس پر جاری کیا اس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ اس آیۃ کی نازل ہونے اور کفار کے مقابلہ مین پڑہے جانے کیوقت خدا کو اپنے برا کہلانیکا اندیشہ نہ تہا بلکہ علم الیقین تہا کہ وہ اسکے مقابلہ مین برا نہ کہینگے۔

دلیل سوم - کا ہی موقع خود ناطق ہے کہ حضرت حسان رض کا کفار قریش کو برا کہنا آنحضرت کو برا کہنے کا سبب نہین ہوا بلکہ کفار کا پہلے آنحضرت کو برا کہنا حسان کے برا کہنے کا سبب ہوا۔ پہلے آنحضرت کی کفار نے ہجو کی اور آنحضرت نے اسکی انسداد کی سبیل بجز ہجو بمقابلہ ہجو کوئی نہ دیکہی تو حسان کو ہجو در ہجو کفار کی اجازت دی۔ چنانچہ الفاظ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم جن سے وہ لوگ استشہاد کرتے ہین اس بیان کی تصدیق کر رہے ہین۔ ایک حدیث مین **صحیحین** کی وارد ہے کہ حسان رض آنحضرت کیطرف سے مدافعت و جواب دہی کرتا تہا۔ ایک حدیث مین ہے آنحضرت نے

عن عائشۃ انہ ای حسان کان ینافح (وفی روایۃ یذب) عن رسول اللہ صلعم۔
قال النبی صلعم یا حسان اجب عن رسول اللہ (وفی روایۃ عنی) اللہم ایدہ بروح القدس۔
وقال حسان هجوت محمدا فاجبت عنہ وعند اللہ فی ذاک الجزاء
(صحیح بخاری صفحہ ۹۰۹ و صحیح مسلم صفحہ ۳۰۰ وغیرہ)

حسان کو فرمایا کہ ہماری طرف سے جواب دے (اے بار خدا) تو اسکی روح القدس سے مدد کر اور خود ان اشعار مین جو حسان نے مشرکین کی ہجو مین پڑہے تہے یہہ الفاظ موجود ہین کہ تم نے آنحضرت کی ہجو کی ہے مین اسکا جواب دیتا ہون

امام نووی نے شرح مسلم مین انہی الفاظ و موقع کے لحاظ سے فرمایا ہے علماء نے کہا کہ اہل اسلام کو مشرکون کے برا کہنے مین ابتدا کرنا مناسب نہین کیونکہ اسمین اسلام و اہل اسلام کو برا کہلانے کا خوف ہے - اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم

قال العلماء ینبغی ان لا یبدأ المشرکون بالسب والہجاء مخافۃ من سبہم الاسلام واہلہ قال اللہ تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم - وتنزیہ المسلمین عن الفحش الا ان تدعو الی ذالک ضرورۃ لابتداءہم بہ فتکف اذاہم ونحوہ کما فعل النبی صلعم - شرح مسلم صفحہ ۳۰۱

اُن کو گالی نہ دو جنکو یہہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہین پہر وہ خدا کو بُرا کہینگے - اور مسلمانون کو فحش کہنے سے بچنا ہی لازم ہے - مگر اس حالت مین کہ اسکی طرف ضرورت داعی ہو مشرکون نے ابتدا کی ہو اسکے روکنے کے لئے مسلمانونکیطرف سے بھی ہجو ہو جیسے آنحضرت صلعم نے اس موقع پر) کیا -

دلیل چہارم - کسی موقع کو ہی مین کسی مخالف نے یا محدثین نے جن لوگونکو بالفاظ جرح و تضعیف یاد کیا ہے ان لوگون نے اسکے مقابلہ مین انکو یا انکے باپ دادا کو یا خدا و رسول کو برا نہین کہا - اور اگر کسی نے جرح کے مقابلہ مین تعصباً جرح کیا ہے تو اسکا پہلے جارح اول کو علم و اندیشہ نہ تہا - جو لوگ اس فعل محدثین سے استدلال کرتے ہین انکا استدلال اسوقت تمام ہو سکتا ہے جبکہ وہ یہہ ثابت کرین کہ جنکو محدثین نے برا کہا ہے اُنہون نے بجواب اسکے اُن محدثین یا اُنکے باپ دادا کو بُرا کہا ہے - اور اس بُرا کہنے کا اُن محدثین کو اولاً اندیشہ و علم ہو گیا تہا - ایسا ہی پہلے تین استدلالونمین اس امر کا بیان و اثبات ان پر واجب ہے -

بالجملہ جہانتک ہمنے کتاب اللہ کو دیکھا اور احادیث رسول اللہ صلعم کو ٹٹولا ہے انکے خیال کا کہین ثبوت نہین پایا اور کسیکے معبود و اکابر کو برا کہنے کا (جو خدا اور رسول کے برا کہنے کا سبب ہو) جواز نہین دیکھا اور جو امر اول مناظرات تحریری کی نسبت ہمنے کہا ہے اور قرآن و حدیث و

اقوال مفسرین سے اسکا ثبوت دیا ہے وہ بلا مزاحمت و معارضہ ہمارے نزدیک صحیح ہے۔

امر دوم اُن مناظرات تحریری مین (جو زیادہ تر توجہ ناظرین کے لائق ہے) یہہ ہے کہ انمین غالباً اظہار صواب و تحقیق حق کا تو نام و نشان ہی نہین ہوتا بلکہ از سرتاپا الزام و افحام مخاطب پایا جاتا ہے پھر اس الزام مین بھی شائستگی و حق گوئی کا خلاف کیا جاتا ہے اصل متنازع فیہ کو چھوڑ کر اُن الزامات کو اختیار کیا جاتا ہے جنکو اصل متنازع فیہ سے تعلق نہین ہوتا اور بعینہ وہ کام عمل مین آتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کسینے کسیکو کہا کہ تمہاری ازار ٹخنے سے نیچی ہے اسلئے تمہاری نماز نہ ہوتی ہے اسکے جواب مین اُس نے کہا کہ جاؤ میان تمہاری باواجی کے نکاح پر جو میٹھے چاول پکے تھے انمین گڑ کہان برابر تھا اسی اصل متنازع فیہ امر مین بحث کرنے کے وقت ہی حق سے درگذر کر کے ناحق باتون مین الزام دیا جاتا ہے۔

ہمنے مانا کہ ایسے مناظرے درحقیقت مجادلے ہین جو مجادلہ مین اظہار حق و صواب سے مطلب نہین ہوتا صرف الزام مخاطب منظور ہوتا ہے۔ ولیکن اس الزام مین بھی انصاف سے درگذر کر جانا اور راستی و حق گوئی سے یک لخت علیحدہ ہونا تو کسی حال مین جائز نہین ہو جاتا کیا کوئی عاقل (مسلمان ہو خواہ غیر) کہہ سکتا ہے کہ الزام خصم کے لئے رات کو دن اور دن کو رات بتا دینا اور جھوٹ کو سچ کر دکھانا جائز ہے۔ حاشا و کلا ہرگز نہین بلکہ عقل و انصاف و اسلام وغیرہ مذاہب کے یہی ہدایت ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی امر مین الزام بھی دینا ہو تو اسمین سررشتہ راست بازی اور حق گوئی کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے مگر مشکل یہہ ہے کہ غالباً جو بات کوئی اپنے خصم کے الزام کے لئے کہتا ہے اپنے خیال و اعتقاد مین اسکو حق سمجھتا ہے۔ اور اسمین الزام خصم کو عین حق و صواب جانتا ہے گو واقع مین وہ ناحق ہو۔ لہذا اس باب مین کوئی ایسا قانون عام پسند اور عام فہم بیان کرنا ضروری ہے جس سے ہر ایک مذہب و ملت کے لوگون کو حق و ناحق مین امتیاز

کرنا ممکن و سہل ہو اور خود بخود اقرار کرنا پڑے کہ فلاں امر جسمیں ہمنی اپنے خصم کو الزام دیا ہے حق نہیں ہے۔

وہ قانون عام جسکو کسی مذہب و ملت سے خصوصیت نہیں یہہ ہے کہ مسایل ہر مذہب و ملت کی غالباً **تین قسم** ہوتے ہیں۔ **قسم اول** وہ مسایل جو بانی مذہب سے صریح وصاف طور پر سرزد ہوئی ہوں اور شہرت و تواتر کے ساتھ بانی مذہب سے ثابت ہوں **قسم دوئم** وہ مسایل صریح وصاف جو بنقل احاد یا شاذ و نادر لوگوں کے بانی مذہب سے منقول ہوں۔

قسم سوئم وہ مسایل جو اصل بانی مذہب سے سرزد نہوئی ہوں نہ بطور تواتر و شہرت اسے منقول ہوں نہ بنقل احاد اس سے مروی ہوں بلکہ وہ مسایل کسی اور شخص خادم یا حامی مذہب نے بانی مذہب کی اقوال یا افعال سے اپنی فہم و فکر و اجتہاد سے استنباط کر لئی ہوں۔ اور اپنے اس خیال سے کہ یہہ مسایل بانی مذہب کی مرضی اور ارادہ کے مطابق ہیں بانی مذہب کیطرف منسوب کر دئی ہوں۔

ان اقسام سے قسم اول و دوئم بے شک داخل مذہب ہیں۔ اول یقیناً۔ دوئم ظناً مگر قسم ثالث کو اصل مذہب بانی مذہب سمجھنا مسامحہ و مجازفہ و مغالطہ ہے۔ یہاں **ایک قسم** اور ہے جو غیروں کے نزدیک مذہب میں داخل و شامل سمجھا جاتا ہے مگر اصل مذہب کے حامیوں کے نزدیک وہ داخل مذہب نہیں ہوتا۔ وہ مسایل موضوعہ ہر مذہب و ملت کے ہیں جنکو ہر مذہب کے مخالف و دشمن یا نادان دوست از خود بلاسند قول بانی مذہب گہڑ لیتے ہیں اور مذہب کیطرف منسوب کر لیتے ہیں۔ مگر حامیان مذہب اس قول کو وضعی و جعلی سمجھکر مذہب سے خارج کر دیتے ہیں **ان اقسام** کے مذہب اسلام کے سوائے اور مذہب میں موجود ہونیکی تفصیل کے تو ہم اس مقام میں گنجائش نہیں دیکھتے دین و مذہب **اسلام** میں انکی موجود ہونے پر شہادت اقوال علما پیش کرتے ہیں۔

اہل اسلام کے حکیم حضرت شاہ ولی اللہ رحمت اللہ علیہ اپنی رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں - بر این فقیر واضح ساختند کہ در ہر مذہبی احکام سہ قسم میباشند یکی ظاہر مذہب چنانکہ در مذہب امام ابوحنیفہ ظاہر مذہب اصول خمسہ از تصانیف محمد بن الحسن است و در مذہب شافعی آنچہ در ام و مختصر مزنی مسطور است دیگر نوادر مذہب و آن روایات غیر معروفہ کہ از صاحب مذہب و اصحاب وی یافتہ شود خارج کتب مشہورہ معتمدہ مثل امالی ابو یوسف و رقانیات و ہارونیات و امالی حسن بن زیاد و غیر آن - سوم تخریجات اصحاب وجوہ و علماء مذہب مثل تخریج طحاوی و کرخی و عیسی بن ابان در مذہب ابی حنیفہ و تخریج ابو اسحق شیرازی و غیر آن در مذہب شافعی و ہمچنین در دین محمدی علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات مراتب ثلثہ واقع است - ظاہر دین محمدی و نوادر دین و تخریجات علماء و این تثلیث در ہر فن از فنون فقہ و سلوک و عقائد جاری است - و صاحب علم و فہم کسی است کہ تفرقہ کند در مراتب ثلثہ در ہر فن و بہر مرتبہ حکمی نہد

اور جناب ممدوح کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں از انجملہ ان مسائل میں جن میں لوگوں کے فہم بہک گئے ہیں اور پاؤں اکھڑ گئے ہیں اور قلم چل نکلے ہیں یہ ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ جو مسائل لمبی لمبی شرحوں اور موٹی موٹی فتاووں میں ہیں یہ سب امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے اقوال ہیں اور وہ لوگ اصلی اور مستنبط (قول سے نکالے ہوئے) قول میں فرق نہیں کرتے - اور وہ علماء کی اس قول کے کہ فلاں مسئلہ کرخی کی تخریج ہے - اور فلاں طحاوی کی تخریج ہے معنی نہیں سمجھتے - اور وہ اس قول میں کہ فلاں مسئلہ ابوحنیفہ نے کہا ہے و فلاں مسئلہ ابوحنیفہ کی مذہب یا اصول پر ہے تمیز نہیں کرتے اور وہ محققین حنفیہ (ابن الہمام و ابن نجیم) کی اس بات کو نہیں سنتے جو انہوں نے کہہ رکھی ہیں کہ مسئلہ دہ در دہ

ومنها ای من مسائل ضلت فی بوادیها الافهام وزلت الاقدام وطغت الاقلام انی وجدت بعضهم یزعم ان جمیع مایوجد فی هذه الشروح الطویلة وکتب الفتاوی الضخمة هو قول ابی حنیفة وصاحبیه ولا یفرق بین القول المخرج وبین ما هو قول فی الحقیقة ولا یحصل معنی قولهم علی تخریج الکرخی کذا وعلی تخریج الطحاوی کذا ولا تمیز بین قولهم قال ابو حنیفه کذا وبین قولهم جواب المسئلة علی مذهب ابی حنیفة وعلی اصل ابی حنیفة کذا - ولا یصغی الی ما قاله المحققون من الحنفیین کابن الهمام وابن النجیم فی مسئلة العشر فی العشر ومسئلة اشتراط

البعد من الماء ميلاً في التيمم وامثالها ان ذالك من تخريجات الاصحاب وليس مذهباً في الحقيقة - (حجة الله ص ۱۶۵)

اور تیمم مین ایک میل فاصلہ پر پانی سے دور ہونی کی شرط اور اسکے نظائر لوگون کے تخریجات (نکالی ہوئی باتین) ہین

اور امام شعرانی نے میزان کبریٰ مین فرمایا ہی یہہ امر یعنی پیروان امام کے قول کو قول امام سمجھنا جو ہمنے ذکر کیا ہی اسمین بہت لوگ گر پڑے ہین

وهذا الامر الذي ذكرناه يقع فيه كثير من الناس فاذا وجدوا عن اصحاب امام مسئلة جعلوها مذهباً لذلك الامام وهو تهور فان مذهب الامام حقيقة هو ما قاله ولم يرجع عنه الى ان مات لا ما فهمه اصحابه من كلامه فقد لا يرضى الامام بذلك الامر الذي فهموه من كلامه ولا يقول به لو عرض عليه فعلم ان من نسب الى الامام كل ما فهم من كلامه فهو جاهل بحقيقة المذاهب (ميزان كبرى ص ۷۳)

پس اگر کوئی مسئلہ کے امام شاگردون یا تابعدارون کا پاتے ہین تو اسکو امام کا مذہب قرار دیتے ہین ولیکن یہہ بیباکی ہی مذہب امام تو حقیقتاً وہی ہوتا ہی جو اسنے کہا ہوا اور اس سے تادم مرگ رجوع نہ کیا ہو نہ وہ جو اسکے صحبتیون نے اسکے کلام کو سمجھا ہی [illegible] کہ جو کچھ انہون نے سمجھا ہی وہ امام کے سامنے پیش کیا جاوے تو اسکو پسند نہ آوے - اس سے معلوم ہوا کہ جو امام کیطرف اس قول کو نسبت کرے جو اسکے کلام سے سمجھا گیا سو وہ حقیقت مذاہب سے جاہل ہے

اور شیخ محمد حیات سندھی نے رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف مین فرمایا ہی مذہب

ومذهب كل مجتهد ما قال ولم يرجع عنه +++ وليس كل ما يستنبط حل من اقوال الامام يكون مذهبه بل تارة يوافق مذهبه وتارة يخالفه - ولا ينبغي ان تنسب الاقوال المستنبطة من اقوال الائمة بانها اقوالهم او مذهبهم قطعاً لانه

ہر امام کا وہی ہے جو اسنے کہا ہوا اور اس سے رجوع نہ کیا ہو +++ اور جو باتیں اقوال امام سے نکالی جاوین وہ اسکا مذہب نہیں ہو جاتا - بلکہ وہ کبھی موافق مذہب ہوگی کبھی مخالف اور یہہ لائق نہیں ہے کہ جو اماموں کے اقوال سے نکالی ہوئی قول ہین وہ یقیناً امام

یحتمل انھا لو عرضت علیھم قبلوا اشیاء
منھا وردوا اشیاء۔ وھذا کما لاینسب
ما استنبطہ المجتھدون من اقوال النبی صلعم
علی انھا اقوالہ ویحتمل کونھا شریعتہ الذی
ظھر لھذا القاصران معظم المسائل المذکورۃ
فی اصول الفقہ ماخوذ من اقوال الائمۃ
وذلک ان ینظر مثلاً بعض اتباع
الائمۃ فی مسائلھم فیجد کثیراً منھا۔
راجعۃ الی اصل واحدٍ فیجعل ذلک
الاصل قاعدۃ لھا ولامثالھا
(ایقاف)

کیطرف نسبت کئے جاوین اور انکی مذہب قرار پاوین
احتمال ہے کہ اگر وہ قول امام کے سامنے پیش کئے جاتی
تو بعض کو امام قبول فرماتی اور بعض کو رد کردیتے اسکی نظیر
یہہ ہے کہ جو اقوال مجتہدون نے انحضرت کی اقوال سے نکالے
ہین وہ یقیناً آنحضرت کی اقوال نہین سمجھی جاتی بلکہ
وہ شریعت ہونیکی صرف محتمل ہیں۔ تحجہ یہہ واضح ہوا
ہے کہ اکثر مسایل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ائمہ کے
اقوال سے ماخوذ (مستنبط) ہین جب امام کے پیروان نے
اکثر مسایل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع ہوتے
دیکھا تو اس قانون کو ان مسائل اور انکی نظایر کی لئے
اصول قرار دیا۔

اس **تفصیل** وشہادت سے تین قسم اوّل کا وجود دین اسلام و مذہب اسلامیہ مین بخوبی ثابت ہے
رہا قسم چہارم جعلی ووضعی مسایل مذاہب سو محتاج بیان نہین ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ ہر مذہب مین بہت
سی بناوٹی باتین چل رہی ہین جو لوگون نے از خود بنالین ہین بانی مذہب یا حامی مذہب سے ثابت نہین ہین
ان اقسام کا مختلف مذاہب مین وجود دیکھ کر ناظرین وسامعین کے خیال مین آیا ہے تو اب
اصل قانون الزام بیان کیا جاتا ہے سو یہہ ہے کہ اگر کوئی کسی اہل مذہب کو کسی مذہبی بات
مین الزام دینا چاہے تو قسم اول اور دوم کے مسایل مین الزام دے سکتا ہے۔ قسم اول مین یقیناً
قسم دوم مین بطور ظن۔ کیونکہ صرف یہی دو قسم اصل مذہب ہے۔ اور قسم سوم کے مسایل سے اصل مذہب
پر الزام قایم نہین ہوسکتا ایسا ہی مسایل قسم چہارم سے الزام بلکہ یہہ الزام اور بھی ناممکن اور
سخت بے انصافی ہے۔ ہان ان دونون اقسامون سے الزام ممکن ہے تو اسی شخص پر ممکن ہے جو
ان اقسام کو داخل مذہب سمجھا ہوا ہے۔ کوئی جاہل ہر مذہب ہو یا خود یہی حضرت معترض۔

اِس **قانون** عام فہم و عام پسند (جسکو کسی مذہب سے خصوصیّت نہیں ہے) کی پابندی ہر شخص کو بوقت الزام ضروری ہے۔ اور اگر الزام مین اِس قانون کی پابندی نہو تو جو شخص دوسری کے مذہب پر کوئی الزام قایم کرنا چاہے وہ خود اور اسکا مذہب اسی قسم کے الزام کا مورد بن سکتا ہے اور روئے زمین پر کوئی مذہب الزام سے بچ نہین سکتا۔

مثلاً اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی یا یہودی یا ہندو پر ایسی بات مین الزام قایم کرنا چاہے جو اصل مذہب عیسوی و موسوی و ہندو مین داخل اور قسم اول و دوم سے نہین ہے بلکہ اُنکی کسی دشمن یا نادان دوست نے از خود بنا کر اُنکی طرف منسوب کر دی ہے اور وہ قسم سوم و چہارم سے ہے تو عیسائی و یہودی و ہندو کو بھی پہنچتا ہے کہ ہزارون وضعی حدیثون اور صدہا غلط اجتہادی و خیالی مسایل سے اہل اسلام پر الزام قائم کرے۔ **ایسا ہی اسکے عکس** کو خیال کرو اور **اگر کوئی عامل بالحدیث** کسی مقلد مذہب حنفی کو اس قسم کی بات مین الزام دینا چاہے تو وہ مقلد اِس عامل بالحدیث کو اسی قسم کا الزام دے سکتا ہے۔ **ایسا ہی اسکے عکس کو سمجھو۔**

یہانسے ہمارے بہائی موحد و عامل بالحدیث جو آجکل ہندوستان و پنجاب حنفیہ مقلدین پر اِس قسم کے الزام بذریعہ اشتہارات و تالیفات قایم کر رہے ہین اور حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ پر ایسے الفاظ کہ فلان مسئلہ امام اعظم کا حدیث کے خلاف ہے۔ اور فلان مردود ہے۔ اور فلان مسئلہ مین امام اعظم نے اِس حدیث کا خلاف کیا۔ اور فلان مسئلہ مین اِس آیۃ کا مخالفت نصوص کا دعویٰ کرتے ہین عبرت و نصیحت پکڑین اور اپنے اِن دعاوی و الزامات کو اِس قانون کی کسوٹی پر لگا کر انصاف اختیار کرین پس جس الزام کو اِس قانون کے مطابق پاوین اور اسکی بنا قسم اول و قسم دوم کے مسایل پر دیکھیں اسمین اپنے دعوی کو صحیح سمجھین اور جس الزام کو اِس قانون کے مخالف پاوین اور اسکی بنا مسایل قسم سوم و چہارم پر دیکھین اس الزام سے باز آوین اور کتب فقہ (ہدایہ شرح وقایہ اور مختار۔ وغیرہ) شروح و فتاوی کی ہر بات کو امام ابو حنیفہ کا قول سمجھکر ایسی دعوی کرنے چھوڑ دین اور بشہادت قانون مذکور یقیناً جان لین کہ اِن کتابون مین بہت سے ایسے مسایل ہین جو امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ کی طرف منسوب

ہین اور در حقیقت وہ انکے اقوال نہین ہین۔

یہی التماس برادرانہ ہماری دوسری بہائی حنیفہ کے خدمت مین ہے جو اس قسم کے الزام اہل حدیث پر قایم کرتے ہین اور انکو ہندوستان و پنجاب مین بذریعہ اشتہارات و رسایل و اخبارات شایع کرتے ہین اور امام بخاری علیہ الرحمتہ وغیرہ اہل ظواہر کے طرف سخت غلط و بیجا مسایل کو منسوب کرتے ہین وہ بہی اس قسم کے الزامون سے باز آئین اور اپنے الزامات و دعاوی مین اس بے لگاؤ قانون کی پابندی اختیار کرین۔

اس قانون اور اس مضمون کی تحریر و بیان سے زیادہ تر ان ہی دو فرقہ (اہل حدیث و حنفیہ) کے مناظرات کی اصلاح اور انکی باہم مصالحتہ مد نظر ہے جو آجکل آپسمین خانہ جنگی کر رہے ہین اور ایک دوسرے کی شکست و ہلاکت کے لئے ہتیار و اوزار (رسالے تلوارین) بنا بنا کر اپنے مخالف و حریف (ہنود و عیسائیون) کو (جو ان ہتیارون سے ان دونون کا سر کاٹین) دے رہے ہین۔ اسکے اس کارروائی کی تفصیل سے اس مقام مین مجہی دو امر مانع ہین ایک مضمون کا طول ہو جانا اور اس تفصیل کا موقع نہ رہنا۔ دوسرا یہ کہ ایک فعل کی تفصیل سے اسکے فاعل کی تفضیل و تخصیص وقوع مین آتی ہے اور اس سے شخصی بحث شروع ہو جاتی ہے اور اس سے اب مین استعفا داخل کر چکا ہون اور یہہ مضمون اسکی انسداد کے لئے لکھ رہا ہون لهذا اس مجمل اشارہ و نصیحہ پر اکتفا کر کے اپنے دونون فریق کے بہائیون سے امید رکھتا ہون اور التماس کرتا ہون کہ اب ہی اس نقصان عظیم کا لحاظ فرمائین اور خانہ جنگی سے باز آوین اور اپنے مخالفین دین کو اپنے دین پر ہنسنے اور چوٹ کرنے کے اسباب بہم نہ پہنچاوین۔ اور بنظر اتفاقی اصول و مسایل باہم اتفاق کر کے ان اصول و مسایل کی اشاعت مین کوشش کو کام مین لاوین چنانچہ مضمون اشاعت مذہب اسلام مین عرض کیا گیا ہے۔ انسے **علاوہ عموماً مباحثین** و مناظرین ہر مذہب و ملت کی خدمتمین ناصحانہ التماس ہے کہ وہ بہی اپنے مناظرات و تحریرات مین اس

قانون کی رعایت کرین اور انکو توہین و تحقیر مخاطب و اکابر مذہب مخاطب اور الزامات بیجا و مطاعن ناروا سے (جنکی تشریح امر اوّل و دوم مین ہوئی) محفوظ رکھین تاکہ وہ اور اُنکے مذاہب اور اکابر مذاہب طعن و توہین سے بچین اور مُلک مین امن قایم رہے۔

اخیر مین **گورنمنٹ** کی خدمتمین **مودبانہ** یہہ التماس ہے کہ گورنمنٹ از راہِ منصب سیاست و حمایت رعیت اِس قسم کے مناظرات (غیر مہذبانہ مفسدانہ) سے (تقریری ہون یا تحریری) ہر مذہب و ملّت کے لوگون کو قبل از وقوع روک دیا کرے اور اِس بات مین ایک ریزولیوشن یا قانون پاس کرے جسکا منشا یہہ ہو کہ اِس قسم کے مناظرات جو شرّ و فساد و بے تہذیبی و ناانصافی پر مبنی ہین کوئی نہ کرنے پاوے اور کوئی عام مجالس مین یا تحریرات و رسائل مین کسی سے مناظرہ یا مجادلہ کرنا چاہے تو وُہ اِن شروط کا جو اِس مضمون مین مذکور ہین یا انکے ہم وزن و ہم معنی و ہم تاثیر اور شروط کا پابند رہے۔

ہماری اِس التماس پر اگر کوئی یہہ **نکتہ چینی** کرے کہ جو گورنمنٹ نے تعزیرات ہند مین دفعہ ۲۹۸ قایم کر رکھی ہے اس فساد کی انسداد کے لئے وہی کافی ہے اِسباب مین اور قانون یا رزولیوشن پاس کرنیکی ضرورت نہین ہے تو اِسکا **جواب** یہہ ہے کہ اِس دفعہ مین اجمال ہے اور یہہ تشریح نہین ہے کہ جو مناظرات متضمن شرّ و فساد آجکل ہو رہے ہین یہہ اِس دفعہ کے مورد ہین۔

ہم گورنمنٹ کو اِس بات کیطرف توجّہ دلانا چاہتے ہین کہ گورنمنٹ اس اجمال کی تفصیل کردے اور لوگون کو یہہ جتادے کہ اِس قسم کے مناظرات اِس دفعہ کے مورد ہین۔

اور اگر کوئی یہہ **اعتراض** کرے کہ مذہبی مناظرات سے روکنے مین مذہب مین دست اندازی متصور ہے جو گورنمنٹ کے منصب و شان سے بعید ہے۔ تو اِسکا **جواب** یہہ ہے کہ **اوّلاً** تو اِس قسم کے مناظرات غیر مہذبانہ کسی مذہب و ملّت مین داخل نہین ہین چنانچہ اِس مضمون مین کسیقدر اِسکا ثبوت دیا گیا ہے پھر انمین دست اندازی دست اندازی

مذہبی کیونکر ہوسکتی ہے ثانیاً اگر بالفرض یہہ دست اندازی مذہبی ہی تو جس حالتمیں اس
دست اندازی میں سیاست وانتظام وامن ملک متصور ہے تو یہہ دست اندازی منصب
گورنمنٹ سے مخالف نہیں ہے۔ بہت ایسے مذہبی امور ہیں جنمیں گورنمنٹ سیاست
وانتظام و پولیٹیکل اصول کی نظر سے دست اندازی کرتی ہے۔ پھر ان مناظرات بیجا میں
جو امن وانتظام میں خلل انداز ہیں دست اندازی گورنمنٹ کے منصب سے کیوں بعید ہے۔
دور کیوں جاؤ ان ہی مناظرات و مذہبی منازعات کو دیکھ لو۔ گورنمنٹ انہیں بعد
الوقوع جب اسکو انکے نتائج سے مشکلات پیش آتی ہیں پرائیوٹ اور پبلک دونوں
طور پر دخل دیتی ہے اور ان مشکلات کی دور کرنے میں انواع تکالیف اٹھاتی۔ چنانچہ ملتان
کا واقعہ تکرار ہنود و مسلمانان جو ابھی گذرا ہے اور جو انہیں صاحب ڈپٹی کمشنر وغیرہ کو مشکلات
پیش آئی ہیں ناظرین اخبارات پر مخفی نہیں ہے ایسا ہی مراد آباد کے منازعات
اہل اسلام و ہنود کو بہت عرصہ نہیں گذرا [1] آرہ ضلع شاہ آباد میں جو
موحدین اور حنفیہ کے تکرار سے نتیجہ ظاہر ہوا [illegible] طلبی فوج کی یعنی
کمپ وانا پور میں تار دیا جس کا ذکر ہم نے ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۳ میں کیا
ہے۔ وہ بھی واقفی ملکی حالات پر مخفی نہیں ہے۔ تو اس سے یہی بہتر ہے کہ گورنمنٹ
ان مفاسد کو قبل از وقوع روکے اور اپنے آپکو اور ملک کو ان مشکلات سے بچاوے۔ [2] اور اگر چور
کو چوری کے وسائل بہم پہنچاتے ہوئے۔ اور دو شخصوں کو باہم لڑائی کا سامان کرتے
ہوئے نہ پکڑنا چوری اور لڑائی کے واقع ہوجانیکے بعد ہی مواخذہ کرنا اصول سلطنت
میں داخل ہے تو گورنمنٹ کو ان مناظرات میں دخل نہ دینے کا اختیار ہے۔ ہم نے جو اپنے
خیال میں ملک و مذہب و قوم کے حقمیں بہتر سمجھا بنظر خیر خواہی عرض کر دیا آیندہ مصالح
و مفاسد ملک و سلطنت کو گورنمنٹ بہتر جانتی ہے۔ امور مملکت و ملک خسروان دانند۔

تسکین۔ نمبر ۲ (جس میں اہل نیچر کا جواب بالخصوصیت خطاب ہے) عنقریب نکلنے والا ہے ناظرین تسلی
رکھیں۔ اور دعا کریں کہ مہتمم و کارندے پھر بیمار نہ ہوجاویں۔